



سوال

میرے اور میری بیوی کے مابین بہت بڑی مشکل اور اختلاف پیدا ہوا جو بالآخر طلاق پر منتج ہوا یہ پہلی طلاق تھی ہماری ایک برس اور چار ماہ کی بیٹی بھی ہے، اس وقت بیوی حاملہ ہے معاملہ بیوی سے نفرت تک جا پہنچا ہے اس لیے اب بیوی سے رجوع کرنا بہت مشکل محسوس ہوتا ہے لیکن مجھے اپنی اولاد کے مستقبل کا خطرہ لگا رہتا ہے تو کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ میں اپنی بیوی کو یہ پیشکش کروں کہ ایک شرط پر میں رجوع کروں گا کہ تمہیں نان و نفقہ کے علاوہ کچھ نہیں دوں گا، تاکہ ہم اپنی اولاد کی تربیت کر سکیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ میں اور دوسری شادی کر لوں اگر وہ اس پر متفق ہو جائے تو کیا اس اتفاق پر بیوی سے رجوع کرنے کے لیے دو گواہ بنانا ضروری ہونگے؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں:

اول:

خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی سے اس شرط پر صلح کر لے کہ بیوی اپنی باری اور حق بیست یا پھر نان و نفقہ یا کوئی دوسرا حق چھوڑ کر اس سے دستبردار ہو جائے، یعنی اسے خاوند اپنے نکاح میں ہی رکھے اور اسے طلاق مت دے

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، اور صلح بہتر چیز ہے، طبع و لالچ ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم لہجھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کچھ کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے النساء (128).

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

ام المؤمنین سو وہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خدشہ ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیں گے، تو انہوں نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ طلاق مت دیں اور اپنے نکاح میں ہی رکھیں، اور میری باری کا دن آپ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا

چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں، اور صلح بہت بہتر چیز ہے۔

اس لیے جس پر دونوں خاوند اور بیوی صلح کریں وہ جائز ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (3040) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آیت کی تفسیر یہی کی ہے:



امام بخاری اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس طرح کی حالت کے بارہ میں ہی نازل ہوئی ہے :
ان کا بیان ہے :

اور اگر عورت کو اپنے خاوند کی بددماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو۔

یہ وہ عورت ہے جو اسے طلاق دینا چاہتا ہو اور اسے چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہے تو یہ عورت اسے کہے : تم مجھے رکھو اور طلاق مت دو، اور میرے علاوہ کسی اور عورت سے بھی شادی کر لو، تم نہ تو مجھے نان و نفقہ دو اور نہ ہی میری باری تقسیم کرو
تو اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان ہے :

ان دونوں پر صلح کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اور صلح کرنا بہتر ہے۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (4910) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021)۔

ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب عورت کو اپنے خاوند سے خدشہ ہو کہ وہ اس سے بھاگ رہا ہے یا پھر اسے طلاق دے گا تو عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنا سارا یا کچھ حق ختم کر دے یعنی نان و نفقہ یا لباس یا بیت وغیرہ حقوق میں سے کسی حق سے دستبردار ہو جائے، اور خاوند کو اسے قبول کرتے ہوئے اسے اپنے نکاح میں رکھنا چاہیے، اس میں عورت پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنا حق خاوند کو دے دے، اور نہ ہی خاوند پر کوئی اسے قبول کرنے میں کوئی گناہ ہوگا

اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔

اور اس کے بعد پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا :

اور صلح بہت بہتر چیز ہے۔

یعنی علیحدگی اور طلاق سے صلح بہتر ہے " انتہی

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (2/426)۔

یہ صلح زوجیت کی حالت میں ہونی چاہیے، رہا یہ مسئلہ کہ بیوی کو طلاق دے کر بعد میں اس سے اس شرط پر رجوع کرنا کہ اگر دوسری شادی کر لی تو تم اپنا حق بیت چھوڑ دو گی

مذاہب اربعہ کے مشہور علماء کرام کے ہاں اس طرح رجوع کرنا صحیح نہیں ہوگا کہ اسے شرط پر معلق کر کے رجوع کیا جائے

لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اگر شرط پیش کرنے میں خاوند کو کوئی صحیح غرض اور مقصد ہو تو پھر مشروط رجوع کرنا صحیح ہوگا

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں : تبیین الحقائق (4/132) اور حاشیۃ الدسوقی (2/420) اور مغنی المحتاج (5/5) اور المغنی ابن قدامتہ (7/405) اور الموسوعۃ الفقهیہ (22/

